بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان

ٹیلیفون نمبر ۲

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

عسیٰ أن یبعثک ربک مقاماً محموداً

ایڈیٹر۔ رحمت اللہ خان شاکر ——— یوم سہ شنبہ

جلد ۳۱ | ۲۰ ماہ شہادت ۱۳۲۲ ہش | ۱۴ ربیع الثانی ۱۳۶۲ھ | ۲۰ ماہ اپریل ۱۹۴۳ء | نمبر ۹۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۹ شہادت ۱۳۲۲ ہش سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ مع حرم ثانی وبعض صاحبزادگان پرسوں سوا پانچ بجے شام بذریعہ کار لاہور تشریف لے گئے۔ حضور نے مقامی امیر حضرت مولوی شیر علی صاحب کو اور امام الصلوٰۃ حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو مقرر فرمایا ہے۔

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کو اسہال کی شکائت ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا کریں۔

سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کی بیگم صاحبہ کی صحت کے لئے درخواست دعا کرتی ہیں۔

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ میں خیر وعافیت ہے۔ الحمد للہ

خطبہ جمعہ

غلّہ کے متعلّق جماعت کو بعض نہایت ضروری ہدایات

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۹ شہادت ۱۳۲۲ ہش مطابق ۹ اپریل ۱۹۴۳ء

(مرتبہ: مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

پچھلا سال غلّہ کے لحاظ سے لوگوں کے لئے جس طرح تکلیف سے گذرا ہے۔ خصوصاً غیر احمدیوں کے لئے۔ وہ آئندہ ہمارے ملک کے لوگوں کے لئے

ایک سبق کا موجب

ہونا چاہیئے۔ میں نے گذشتہ سال بلکہ گذشتہ سے گذشتہ سال غلہ کے متعلق کچھ ہدایات جماعت کے احباب کو دی تھیں۔ جن لوگوں نے ان پر عمل کیا۔ وہ بہت آرام سے رہے۔ اور جنہوں نے ان پر عمل نہ کیا۔ ان کو تکلیف کا مونہہ دیکھنا پڑا۔ اور ایسا وقت بھی آیا۔ جب

غلّہ میسر آنا

بہت مشکل ہوگیا۔ بلکہ ایسا وقت بھی ہمارے ملک پر آیا۔ جب غلّہ کی قیمت دس روپے سے بڑھ کر یکدم سولہ روپیہ من تک پہونچ گئی۔ جس کے معنے یہ تھے۔ کہ اگر گھر کے چار افراد ہوں۔ تو ان چار افراد کو

سولہ روپیہ کا صرف غلّہ

چاہیئے تھے۔ کیونکہ اگر ایک من غلہ ان کی خوراک سمجھ لیا جائے۔ تو سولہ روپیہ کا انہیں اپنے لئے صرف غلہ ہی چاہیئے تھا۔ پھر اس میں پسائی وغیرہ شامل نہیں بلکہ پسائی انہیں الگ خرچ کرنی پڑتی تھی۔ اسی طرح روٹی پکانے کے لئے لکڑیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور لکڑی کے اخراجات بھی غلہ کے اخراجات کے علاوہ تھے۔ ہمارے ملک میں عام طور پر مزدور اور چپڑاسی قسم کے لوگوں کی آمد

پندرہ روپیہ ماہوار

ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے وہ تمام لوگ جن کی پندرہ روپیہ ماہوار آمد تھی۔ وہ اس روپیہ سے صرف خشک روٹی بھی نہیں کھا سکتے تھے۔ بلکہ انہیں صرف خشک روٹی کے لئے دو۲ روپے ماہوار قرض لے کر گذارہ کرنا پڑتا تھا۔ اور جن گھروں میں چار کی بجائے پانچ پانچ چھ چھ سات سات افراد تھے۔ ان کے لئے تو اس قسم کا انتظام بھی ناممکن تھا۔ ہمارے ملک میں گندم کی جو اوسط قیمت ہونی چاہیئے۔ وہ

سوا تین روپے من

ہے۔ یعنی اگر روپے کا بارہ سیر غلہ لوگوں کو مل جائے۔ تو یہ ملک کے باقی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے غلہ کی مناسب قیمت ہے۔ اس سے کم قیمت پر غلہ چلا جائے تو زمیندار کو نقصان ہوتا ہے۔ بلکہ سوا تین روپے سے کم بیچنا اس کے لئے تباہی کا موجب بن جاتا ہے۔ اور اس حالت کو ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ جیسے کسی مزدور کو تین یا چار آنے بطور مزدوری دے دیئے جائیں۔ لیکن غلہ کی جو قیمتیں گذشتہ دنوں چڑھ گئی تھیں وہ بھی بہت زیادہ تھیں اس معاملہ میں

گورنمنٹ سے بھی بعض غلطیاں ہوئیں

جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ کی تقریر میں ذکر کیا تھا۔ اور پبلک سے بھی غلطیاں ہوئیں۔ بلکہ ہماری جماعت نے بھی باوجود پوری طرح توجہ دلائے جانے کے میری ہدایات سے پوری طرح فائدہ نہ اٹھایا۔ بہر حال وہ سال تو گذر گیا۔ اور اب نیا سال شروع ہونے والا ہے۔ تھوڑے دنوں تک ہمارے ملک میں کٹائیاں شروع ہو جائیں گی۔ اور مہینہ ڈیڑھ مہینہ تک نیا غلہ آنا شروع ہو جائے گا۔ مجھ سے جو لوگ

گذشتہ ایام میں مشورہ

لیتے رہے ہیں۔ ان میں سے جس دوست نے بھی بیع سلم کے متعلق مجھ سے مشورہ لیا۔ میں نے اسے یہی کہا۔ کہ اگر پانچ روپے تک بیع سلم ہو جائے۔ تو تم سمجھو۔ کہ یہ بڑے فائدہ کی بات ہے۔ لیکن بہت سے دوستوں نے اپنے خیال میں یہ سمجھتے ہوئے کہ تین یا ساڑھے تین روپے پر بیع سلم ہو جائے تو اچھا ہے۔ ایسا نہ کیا۔ اب اس وقت ہمارے ملک میں جو حالات رونما ہیں۔ ان میں اگر کوئی خاص تغیر پیدا نہ ہو جائے تو میرے نزدیک اب اگر

چھ روپیہ تک بیع سلم

ہو جائے تو اس کو بھی غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ گو ابھی پورے طور پر نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس دفعہ پنجاب کی گندم کی حالت بہت بہتر نظر آتی ہے۔ مگر جہاں ایک طرف پنجاب میں گندم کی حالت گذشتہ سال سے بہتر ہے۔ وہاں دوسری طرف بنگال اور بمبئی میں اتنا سخت قحط ہے۔ اور وہاں غلّہ کی اس قدر کمی ہے۔ کہ جس وقت نئی فصل تیار ہوئی۔ یہ صوبے بے تحاشا غلہ منگوانے کے لئے پنجاب پر ٹوٹ پڑیں گے۔ پنجاب چونکہ ان علاقوں میں سے ہے۔ جو دوسروں کو غلہ بھجواتے ہیں خود نہیں منگواتے۔ اس لئے یہاں کے رہنے والے باہر کے صوبوں کی حالت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ میرے پاس جو رپورٹیں بنگال سے پہونچی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ ہوا وہاں

چھبیس ۲۶ ستائیس ۲۷ روپے من چاول

کا بھاؤ تھا۔ اور اس چاول سے مراد وہ موٹا چاول ہے۔ جو یہاں آٹھ آٹھ نو نو اور دس دس سیر فروخت ہوا کرتا تھا۔ جن علاقوں میں لوگوں کی غذا ہی چاول ہے۔ وہ پلاؤ والے چاول استعمال نہیں کیا کرتے۔ بلکہ موٹے چاول استعمال کیا کرتے ہیں۔ کشمیر میں میں نے دیکھا ہے وہاں یہ چاول پندرہ پندرہ سولہ سولہ سیر مل جایا کرتا تھا۔ مگر اب ہفتہ ڈیڑھ ہفتہ ہوا بنگال میں اس کا بھاؤ چھبیس ۲۶ ستائیس روپے من تھا۔ تین چار دن ہوئے ایک دوست نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ اب بنگال سے یہ اطلاع

آئی ہے۔ کہ وہاں تیس روپے من کے حساب سے چاول ملتا ہے۔ اور کل پرسوں ایک اور دوست مجھ سے ملنے کے لئے آئے تو انہوں نے بتایا۔ کہ ہم جہاں تھے۔ وہاں اگر

چالیس روپے من چاول

میسر آجاتا۔ تو ہم اسی کو بڑی غنیمت سمجھتے تھے اس سے آپ لوگ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ جن علاقوں میں لوگوں کی غذا ہی چاول ہے انہیں کس قدر مشکلات درپیش ہیں۔ کشمیریوں کی بھوک تو اچھی ہوتی ہے۔ لیکن بنگالی چونکہ دبلے پتلے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر ان کی تین چھٹانک خوراک بھی فرض کر لی جائے۔ اور ایک گھر کے پانچ آدمی ہوں۔ تو ان کے صرف ایک وقت پر ایک روپیہ کے چاول خرچ ہو جاتے ہیں۔

پنجابی اور کشمیری

چونکہ زیادہ مضبوط ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی خوراک اگر پانچ چھٹانک فرض کر لی جائے اور ایک گھر کے تین افراد ہوں تو اس کے معنے یہ بنتے ہیں۔ کہ تین آدمیوں کی خوراک پر ایک وقت ایک روپیہ کے چاول خرچ ہو جاتے ہیں۔ اور صبح شام کا اندازہ لگایا جائے۔ تو تین آدمیوں کے لئے روزانہ دو روپے کے چاولوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ گویا بغیر سالن یا ترکاری وغیرہ کے اخراجات کے ایک چار پانچ آدمی کے گھرانے میں وہاں دو روپے روزانہ کے صرف چاول خرچ ہوتے ہیں۔ جب ان علاقوں کی حالت یہاں تک پہونچ چکی ہے۔ اور یہ حالت اس وقت ہے جب

چاول کی فصل

پر ابھی بہت تھوڑا عرصہ گزرا ہے۔ تو تم اندازہ لگا سکتے ہو۔ کہ کچھ عرصہ بعد وہاں کے لوگوں کی کیا حالت ہو جائے گی۔ چاول اکتوبر نومبر میں پیدا ہوتا ہے۔ اور دسمبر تک منڈیوں میں آجاتا ہے۔ اور یہ قریب ترین زمانہ ہے۔ اس پر کوئی زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ دسمبر میں چاول کی نئی فصل نکلنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ ابھی صرف اس فصل پر تین مہینے گزرے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ

نئی فصل پر اتنا قلیل عرصہ

گزرا ہے۔ اور قریب ترین زمانہ میں چاولوں کی فصل تیار ہوئی ہے۔ پھر بھی یہ حالت ہے کہ وہاں چالیس روپے من چاول فروخت ہو رہا ہے۔ جب آج کل وہاں یہ حالت ہے تو تم اندازہ لگا سکتے ہو۔ کہ آئندہ چند ماہ میں وہاں کیا حالت ہو جائے گی۔ یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے ہمارے ملک میں اگر اگست ستمبر میں ہی

گندم کے ریٹ بڑھ جائیں

تو قیاس کیا جا سکتا ہے۔ کہ نومبر دسمبر اور جنوری میں گندم کے ریٹ کا کیا حال ہوگا۔ کیونکہ جولائی اگست میں گندم کی نئی فصل منڈیوں میں چلی جاتی ہے۔ اسی طرح بنگال میں چاولوں کی موجودہ گرانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آگے چل کر یہ گرانی کس قدر خطرناک صورت اختیار کرے گی۔ جس طرح ہمارے ملک میں مئی جون

گندم کی نئی فصل

کے گھر میں لانے کے مہینے ہوتے ہیں۔ اسی طرح اکتوبر نومبر اور دسمبر چاولوں کی نئی فصل کے گھر لانے کے مہینے ہوتے ہیں۔ پس ہمارے ہاں گندم کے نرخ کی جو کیفیت اگست ستمبر میں ہوتی ہے۔ وہی مارچ اپریل میں بنگال میں چاولوں کے نرخ کی کیفیت ہونی چاہیئے۔ ہمارے ہاں جولائی اگست اور ستمبر میں ریٹ بہت گرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور نومبر دسمبر میں بڑھ جاتے ہیں۔ مگر وہاں آجکل ہی جبکہ چاول کی

فصل پر تین مہینے

گزرے ہیں۔ یہ حالت ہو گئی ہے۔ کہ بعض جگہ چالیس روپے من چاول اگر میسر آجائیں تو لوگ اسی کو غنیمت سمجھتے ہیں پس وہ یقیناً غیر صوبوں سے غلہ لے جانے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ جب انہیں چاول نہیں ملے گا۔ تو آخر اپنا پیٹ بھرنے کے لئے گندم خریدیں گے۔ اور گندم خریدنے کے لئے پنجاب کی طرف ہی آئیں گے۔ میں نے جہاں تک لوگوں سے دریافت کیا ہے ان کی بناء پر میرا اندازہ یہ ہے۔ کہ اگر غیر معمولی حالات پیدا ہو جائیں تو اور بات ہے۔ ورنہ شروع میں

سات آٹھ روپیہ کے درمیان گندم

کا ریٹ رہے گا۔ بعد میں شائد ۹ روپے تک بھی پہونچ جائے۔ گورنمنٹ نے اس نقص کو دور کرنے کے لئے آسٹریلیا سے گندم منگوائی ہے۔ مگر وہ ایسی نہیں کہ اس ریٹ پر اثر ڈال سکے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ آسٹریلیا سے گندم آجانے کے نتیجہ میں اس ظالمانہ ریٹ پر اثر ضرور پڑا ہے۔ جو اس سے پہلے بعض لوگوں نے گندم کا مقرر کر دیا تھا۔ جیسے میں نے بتایا ہے۔ کہ

ہمارے ملک میں

یکدم لوگوں نے سولہ روپے بھاؤ کر دیا تھا۔ مگر جب آسٹریلیا سے گندم آگئی۔ تو وہ لوگ جنہوں نے سولہ سولہ روپیہ بھاؤ مقرر کیا ہوا تھا یکدم نو اور دس پر آگئے۔ پس جس حد تک غیر معمولی اضافۂ قیمت ہے اس پر اس گندم نے ضرور اثر ڈالا ہے۔ مگر یہ اثر ایسا نہیں جس کی وجہ سے گندم مناسب نرخوں پر پہونچ جائے۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ اور میں اس سفر سندھ میں بھی دیکھتا چلا آیا ہوں۔

گندم کی فصلیں

اس دفعہ بہت اچھی ہوئی ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں گندم اچھی ہو جانے کی وجہ سے نئی فصل کا ریٹ سات۔ آٹھ روپیہ ہوگا۔ اور اگر فصل اچھی نہ ہوئی تو شروع میں ہی دس گیارہ روپے تک پہونچ جائے گا۔

جہاں تک زمینداروں کا تعلق ہے۔ ان کے لئے پریشانی کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ گندم ان کے گھر کی چیز ہے۔ ان کے لئے ہدائت صرف اتنی ہی ہے۔ کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق گندم روک لیں۔ مجھے نہائت ہی تعجب ہوا۔ کہ گزشتہ سال باوجود

میری سخت ہدایتوں کے

کہ ہر شخص کو اپنی ضرورت کے لئے گندم جمع رکھنی چاہیئے۔ قادیان کے اردگرد کے بعض دیہات کے احمدیوں نے ہمیں درخواستیں دینی شروع کر دیں۔ کہ ہمارے لئے غلہ مہیا کیا جائے۔ انہیں تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ وہ ہمیں غلہ مہیا کر کے دیتے۔ کیونکہ ہمیشہ گاؤں والے غلہ مہیا کرتے اور شہروں والے کھایا کرتے ہیں مگر انہوں نے الٹا ہم سے غلہ مانگنا شروع کر دیا۔ اگر وہ میری ہدائت کے مطابق کام کرتے تو وہ نہ صرف اپنی ضرورت کے لئے گندم جمع رکھتے۔ بلکہ بیس پچیس فی صدی زائد گندم بھی محفوظ رکھتے۔ اور سمجھتے کہ قادیان ہمارے قریب ہے ممکن ہے دوران سال میں قادیان والوں کو گندم کی ضرورت پیش آجائے ایسی صورت میں ہم اپنی زائد گندم انہیں دے سکیں گے۔ مگر انہوں نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ اردگرد کے دیہات والوں نے ہمیں درخواستیں دینی شروع کر دیں۔ کہ ہمارے لئے غلہ مہیا کیا جائے۔ اس کے معنے یہ تھے کہ انہوں نے میری ہدایات کو نہ پڑھا نہ سوچا اور نہ ان پر غور کیا۔ ہاں باہر کے بعض لوگوں نے اس موقعہ پر قادیان والوں کی مدد کی ہے۔ اور انہوں نے میری ہدایات پر نہائت اخلاص سے عمل کیا ہے۔ چنانچہ میں اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں جس کی کوئی اور نظیر مجھے ساری جماعت میں نہیں ملی۔ اور وہ

چودھری عبد اللہ خان صاحب

دانہ زید کا والوں کی مثال ہے۔ انہوں نے گزشتہ سال شروع میں ہی اپنی ضرورت سے زائد گندم محفوظ کر لی۔ تاکہ اگر قادیان والوں کو دوران سال میں ضرورت پیش آجائے تو وہ دے سکیں۔ چنانچہ اس کے بعد جب گندم کی قیمتیں بہت زیادہ چڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے گورنمنٹ کے مقرر کردہ ریٹ پر

اڑھائی سو من غلہ

ہمیں مہیا کر دیا۔ حالانکہ وہ اگر چاہتے تو اس سے پہلے چھ بلکہ سات روپے پر منڈی میں اسے فروخت کر سکتے تھے۔ مگر انہوں نے غلے کو روکے رکھا۔ اور جلسہ سالانہ پر مجھ سے کہا کہ ہم نے آج تک اپنے غلہ کو اسی لئے روک رکھا ہے۔ کہ اگر قادیان والوں کو ضرورت ہو تو ہم انہیں دے دیں۔ تم خود سوچ لو کہ ایک زمیندار کی یہ کس قدر قربانی ہے۔ کہ وہ اپنے غلہ کو بیچنے والوں پر فروخت نہیں کرتا۔ محض اس لئے کہ اگر قادیان والوں کو ضرورت پیش آگئی تو ان کا کیا انتظام ہوگا۔ غرض یہ ایک ایسے اخلاص کی مثال ہے۔ جس کے مقابلہ میں اس معاملہ میں مجھے کوئی دوسری مثال اپنی جماعت میں سے نہیں ملی۔ گو ایسی جماعت میں جو خدا تعالےٰ کی جماعت ہو۔ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں ہونی چاہئیں۔ بعض جماعتوں نے بیشک اچھا نمونہ دکھایا ہے۔ چنانچہ قادیان میں جب غلہ کی سخت قلت ہو گئی۔ تو

سرگودھا کی جماعت

نے تمام جماعتوں سے بڑھ کر غلہ مہیا کر کے دیا۔ مگر یہ ایک جماعت کی مثال ہے۔ اور چودہری عبد اللہ خانصاحب کی مثال ایک فرد کی ہے۔ سرگودھا کی جماعت نے اس موقعہ پر ہمیں ۸۲۲ من غلہ مہیا کر کے دیا۔ اسی طرح شیخوپورہ کے ضلع والوں نے قریباً اسی من غلہ دیا۔ بعض اور دوستوں نے بھی اپنے طور پر بعض واقف غیر احمدیوں سے غلہ لے کر بھجوایا۔ ضلع منٹگمری کی طرف سے ۴۸۴ من غلہ پہونچا۔ اور اس طرح ان سب جماعتوں نے اپنے اپنے درجہ کے مطابق اخلاص اور محبت کا ثبوت دیا۔ بہرحال ان دنوں میں اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے قادیان والوں کو

جو سہولتیں میسر آسکتی تھیں وہ باہر کی جماعتوں کی قربانی کیوجہ سے میسر آگئیں۔ بیرونی شہروں میں ان دنوں غلہ کیوجہ سے لوگوں کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ جو لوگ اخبارات پڑھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ لوگوں کو آٹے کیلئے کس قدر تکلیف اُٹھانی پڑی۔ انقلاب اخبار میں بھی کئی دفعہ یہ بات چھپی ہے کہ تھوڑے سے آٹے کیلئے لوگوں کو کئی کئی گھنٹے ڈپو کے سامنے کھڑا رہنا پڑتا تھا۔ مگر قادیان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا کوئی دن نہیں آیا۔ جب کسی شخص کو

آٹے کے لئے اس قدر تکلیف

ہوئی ہو۔ سوائے اس کے کہ کسی نے بہت ہی نادانی کرکے اپنے حق کو زائل کر دیا ہو۔ کیونکہ یہاں یا تو لوگوں کو غلہ کے لئے قرض روپے دے دئے گئے تھے یا غرباء میں غلہ مفت تقسیم کر دیا گیا تھا یا پھر باہر کی جماعتوں نے قادیان والوں کے لئے غلہ مہیا کر دیا تھا۔ جو قادیان والوں کو باہر کے ریٹوں سے بہت سستا دیا جاتا رہا۔ جب باہر سوا چھ اور سات روپے گندم کا بھاؤ تھا۔ ہم

قادیان میں سوا پانچ روپیہ

پر دیتے رہے۔ اور جب باہر آٹھ اور نو روپیہ ریٹ تھا ہم سات روپیہ پر دیتے رہے۔ اور جب باہر گندم سولہ روپے پر بک رہی تھی۔ ہم نے جو انتظام کیا۔ اس کے مطابق قادیان والوں کو آٹھ روپے پر گندم ملتی رہی۔ گویا باہر کے بھاؤ میں اور اُس بھاؤ میں جس پر ہم نے قادیان میں گندم دی۔ دوگنا فرق تھا۔ اسوقت بھی ہمارے پاس کچھ گندم باقی تھی مگر باوجود اس کے کہ اسوقت امرتسر میں ساڑھے نو اور دس روپیہ قیمت ہے۔ مَیں نے دفتر والوں سے کہا کہ اعلان کر دو کہ جن لوگوں نے روپیہ جمع کرا دیا ہوا ہے، وُہ

آٹھ روپیہ کے حساب سے

گندم لے لیں۔ اور وہ نہ لیں تو دُوسروں کو اسی قیمت پر گندم دیدو۔ درحقیقت یہ قیمت بھی اس لئے مقرر کرنی پڑی کہ جب گندم بہت گراں ہوگئی تو اسوقت بعض جگہ سے ساڑھے نو اور پونے دس دس روپے پر گندم خریدی گئی۔ مگر اس کے مقابلہ میں بعض احمدیوں نے ہمیں سستی گندم دیدی۔ اس لحاظ سے ہمیں اوسطاً آٹھ روپے قیمت مقرر کرنی پڑی۔ ورنہ جو گندم ہم نے آٹھ روپے پر فروخت کی ہے۔ اس کا کچھ حصہ ایسا ہے جو ساڑھے نو اور دس پر خریدا گیا ہے۔ مگر چونکہ اس کے مقابلہ میں بعض احمدیوں سے سستی گندم مل گئی۔ اسلئے تمام اخراجات ملاکر ایک اوسط قیمت مقرر کر دی گئی۔ اور اس طرح قادیان والوں کو باہر کے مقابلہ میں پھر بھی سستی گندم مل گئی۔ بہر حال اب پھر وہ دن آنے والے ہیں۔ جب سال بھر کے لئے ہم میں سے ہر شخص کو تیاری کر لینی چاہیئے۔ سب سے پہلے تو مَیں

زمینداروں کو ہدایت

کرتا ہوں کہ اب کے وہ یہ غلطی نہ کریں۔ کہ تمام گندم فروخت کر دیں اور اپنی ضروریات کے لئے کچھ نہ رکھیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے اپنی ضرورت اور بیس فیصدی زائد گندم کا حساب کرکے اسے محفوظ کر لیا جائے۔ یاد رکھو غلے کو بعض دفعہ کیڑا لگ جاتا ہے۔ بعض دفعہ غلہ گیلا ہو جاتا ہے۔ پھر چھان وغیرہ میں بھی کچھ حصہ نکل جاتا ہے۔ اسی طرح غلہ میں کچھ مٹی وغیرہ بھی شامل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے انسان جسے من سمجھتا ہے وہ بعض دفعہ ۳۸ سیر رہ جاتا ہے۔ کیونکہ کچھ حصے کو کیڑے کھا جاتے ہیں۔ اور وہ اس طرح سیر ڈیڑھ سیر نکل جاتا ہے۔ کچھ دُھوپ لگانے کے لئے جب گندم کو باہر نکالا جاتا اور پھر اندر رکھا جاتا ہے۔ تو اس طرح گر جاتی ہے۔ کچھ گَل کی وجہ سے ضائع ہو جاتی ہے۔ ان تمام باتوں کو مدّنظر رکھتے ہوئے من بھر گندم کو دراصل ۳۶ سیر ہی سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ پچھلے سال تو گندم کی خرابی کی وجہ سے بعض لوگوں کی ایک من گندم تیس سیر رہ گئی تھی۔ کیونکہ کیڑے نے بہت سی گندم ضائع کر دی تھی۔ گورنمنٹ کا اندازہ یہ ہے کہ

سولہ سیر فی شخص گندم

کافی ہوتی ہے۔ اور میرا اندازہ یہ ہے۔ کہ چھوٹے بڑے سب ملاکر شہر آبادی میں ۱۲ سیر فی شخص کافی ہے۔ اور اگر تنگی ترشی سے گذارہ کیا جائے۔ تو دس سیر فی آدمی بھی غلہ کافی ہو جاتا ہے۔ مگر ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب چھوٹے بچے بھی شامل ہوں اور تنگی ترشی کے ساتھ گذارہ کیا جائے۔ ایسی صورت میں دس سیر غلہ بھی کفایت کر جاتا ہے لیکن اگر ایک آدمی ہو۔ یا سب بڑے ہوں۔ بچے نہ ہوں۔ تو

۱۲ سیر فی شخص کے حساب سے

گندم شہریوں کے لئے کافی ہوتی ہے۔ یہ تو شہری آبادی کے متعلق میرا اندازہ ہے۔ گاؤں کے لحاظ سے ۱۴ اور ۱۵ سیر فی کس گندم کافی سمجھی جاسکتی ہے۔ بشرطیکہ بچے بھی ساتھ شامل ہوں۔ ورنہ سولہ سیر فی کس کے حساب سے اندازہ لگانا چاہیئے۔ پس سال بھر کے لئے گندم کا اندازہ لگانے کے لئے اس اصول کو مدنظر رکھو۔ اور گھر کے جس قدر افراد ہوں۔ خواہ بچے ہوں یا بڑے۔ سب کی مجموعی تعداد معلوم کرکے گندم کے خرچ کا اندازہ لگالو۔ گھر میں چونکہ چھوٹے بڑے سب ہوتے ہیں۔ اس لئے بچوں کو بھی اس تعداد میں شامل کرنا چاہیئے۔ خواہ کوئی تین سال کا ہو۔ اور خواہ پانچ سات سال کا۔ اسی طرح میاں بیوی باپ بیٹا۔ بھائی سب کو شامل کرکے ۱۴ کے ساتھ ضرب دے لو۔ اور سمجھ لو کہ اتنے سیر غلہ ایک مہینہ کی خوراک ہے۔ پھر اس کو بارہ سے ضرب دے کر سال بھر کی خوراک کا اندازہ لگالو۔ شہر والے اگر سہولت سے گذارہ کرنا چاہتے ہوں۔ تو وہ بارہ سیر فی کس کے حساب سے اندازہ لگائیں۔ اور اگر تنگی اور غربت کے ساتھ گذارہ کرنا چاہیں۔ تو دس سیر کا اندازہ لگالیں اور اس طرح اپنے گھر کے تمام آدمیوں کی مجموعی تعداد کو دس یا بارہ کے ساتھ ضرب دے کر حاصل ضرب کو پھر بارہ سے ضرب دے لی جائے۔ مگر یہ گندم صرف گھر کے لوگوں کے لئے کافی ہوگی۔ مہمان اس میں شامل نہیں۔ اسی طرح بعض دفعہ کوئی ہمسایہ مصیبت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی مدد کرنی پڑتی ہے۔ اس مدد کے لئے بھی اس اندازہ میں کوئی گنجائش نہیں۔ پھر بعض دفعہ غریبوں کی مدد کرنی پڑتی ہے۔ مگر اس اندازہ کے ماتحت غرباء کی مدد بھی نہیں ہو سکتی۔ یہ اندازہ صرف گھر کے افراد کے لئے ہے۔ اور چونکہ میری ہدایات کا تعلق زیادہ تر احمدیوں سے ہے۔ اور وہی میری بات ماننے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ اس لئے گو یہ بات ساروں کے فائدہ کی ہے۔ میں

احمدیوں کو خصوصیت کے ساتھ مخاطب

کرکے کہتا ہوں۔ کہ جہاں جہاں احمدی جماعتیں ہیں۔ وہاں کی جماعت کے افراد اپنی ضرورت سے زائد اس قدر غلہ محفوظ رکھیں کہ اگر اُنکے شہر میں دوسرے بھائیوں کو ضرورت پیش آجائے۔ تو وقت پر وہ ان کی مدد کر سکیں۔ میرے نزدیک اگر وہ اپنی ضرورت سے بیس فیصدی زائد غلہ محفوظ رکھیں تو اس قسم کی تمام ضرورتیں پُوری ہو سکتی ہیں۔ اور اپنی

ضرورت کا اندازہ لگانے کا طریق

میں بتا چکا ہوں کہ شہری آبادی کے لحاظ سے ۱۲ سیر اور گاؤں والوں کے لحاظ سے ۱۴ سیر فی کس کے حساب سے غلہ کا اندازہ لگانا چاہیئے۔ فرض کرو ایک گھر کے چار افراد ہیں۔ تو چار کو ۱۴ سے ضرب دی جائیگی۔ ۴×۱۴ = ۵۶ یعنی ایک من سولہ سیر اُن کے ایک مہینہ کا خرچ ہوگا۔ سال بھر کے خرچ خوراک کا اندازہ لگانے کے لئے اُسے بارہ سے ضرب دی جائے۔ تو قریباً ۱۷ من غلہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس طرح ہم فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ اگر ایک گھر کے چار افراد ہوں تو انہیں سال بھر کیلئے سترہ من غلہ چاہیئے۔ اسکے اوپر بیس فیصدی اضافہ کا یہ مطلب ہے، کہ اگر وہ ساڑھے بیس من غلہ جمع کرلیں تو چار آدمیوں والا خاندان اپنی ضروریات بھی پوری کر سکتا ہے۔ اپنے ہمسایوں کو بھی مدد دے سکتا ہے۔ اپنے شہر کے دوسرے بھائیوں کو بھی اگر وہ تکلیف میں ہوں تو مدد دے سکتا ہے۔ بلکہ اگر وہ چاہے تو سال کے آخر حصہ میں غلہ اُن کے پاس فروخت کرکے نفع بھی اٹھا سکتا ہے۔ اسی طرح ہر چھوٹا بڑا خاندان اپنے اپنے غلہ کے متعلق اندازہ لگا سکتا ہے۔ پس ایک تو میں

گاؤں والوں کو نصیحت

کرتا ہوں کہ وہ آئندہ اس اصول پر غلہ جمع کریں تاکہ کچھ غلہ اُن کے پاس ایسا رہے جو دوستوں کی مصیبت کے وقت ان کے کام آئے یا وہ اسے ان کے پاس فروخت کرکے انہیں آرام پہنچا سکیں۔ اور اگر انہیں ضرورت نہ ہوئی، تو منڈی کی قیمت تو بہر حال اسوقت تک کچھ نہ کچھ بڑھ جائیگی۔ وہ اس غلہ کو فروخت کرکے نفع اٹھا سکتے ہیں۔ البتہ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے کہ غلہ کو اطمینان کے ساتھ فروخت کرنا چاہیئے۔ گھبراہٹ کے ساتھ بیچنا بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ یہ تو میری زمینداروں کو نصیحت ہے۔ شہر والوں کو نصیحت یہ ہے کہ وہ بھی اندازہ کے مطابق سال بھر کیلئے غلہ جمع کرلیں۔ اور ہو سکے تو بیس فیصدی زائد غلہ وہ بھی اس نقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے جو غلہ میں ہو جاتا ہے یا مہمانوں کو مدنظر رکھتے ہوئے محفوظ کرلیں۔ کسی کو کیا علم ہے کہ کب اُسکے ہاں مہمان آجائیں۔ اگر اُسکے پاس زائد غلہ ہوگا۔ تو وُہ ایسے موقع پر کام دے سکتا ہے۔ پچھلے سال مَیں نے

قادیان کے غرباء کے لئے غلہ

کی تحریک کی تھی۔ اس سال بھی مَیں جماعت کے دوستوں کو تحریک کرتا ہوں کہ جتنا غلہ وہ اپنے لئے جمع کریں۔ اُس کا چالیسواں حصہ قادیان کے غرباء کی امداد کے لئے دے دیں۔ مَیں نے گذشتہ سال پچاس من غلہ دیا تھا۔ اس سال میں

ایک سو من غلہ

کا وعدہ کرتا ہوں۔ گذشتہ سال اس فنڈ میں ۱۵۰۰ من غلہ جمع ہوا تھا۔ ایک سو من غلہ انشاء اللہ مَیں دے دُونگا۔ باقی چودہ سو من کا جماعت کے دوستوں کے لئے مہیا کرنا کوئی ایسی چیز نہیں جو مشکل ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ پنجاب کے چند شہروں والے ہی اگر دیانتداری کے ساتھ اپنے اپنے غلے کا چالیسواں حصہ دے دیں تو بغیر کسی خاص قربانی کے یہ مطالبہ پُورا ہو سکتا ہے۔ چالیسواں حصہ

دینے کے معنے یہ ہیں کہ وہ چالیسویں دن ایک فاقہ کرلیں اور اُس دن کی روٹی غرباء کو دیدیں۔ یا چالیس دن کی غذا ایک ایک دو دو لقمے کرکے اس طرح کم کریں۔ کہ غرباء کا حصہ خود بخود نکل آئے۔ دو چار لقمے کم کرنے کے یہ معنے ہیں۔ کہ جو شخص تین پُھلکے کھایا کرتا ہے۔ وہ آئندہ یہ عہد کرلے۔ کہ مَیں تین نہیں کھاؤنگا بلکہ تیسرے پُھلکے کا کچھ حصہ چھوڑ دونگا۔ اس سے اس کی صحت پر کوئی بُرا اثر نہیں پڑے گا بلکہ اچھا اثر ہی ہوگا۔ پس

چالیسویں حصہ کی قربانی

ہرگز کوئی بڑی قربانی نہیں۔ اس کے معنے صرف اتنے ہیں کہ جو شخص چار روٹیاں کھاتاہے وہ ایک روٹی کا دسواں حصہ چھوڑ دے۔ یعنی تین روٹیاں اور ایک روٹی کے نو حصے خود کھائے اور دسواں حصہ غرباء کے لئے چھوڑ دے۔ مَیں سمجھتا ہوں۔ اگر جماعت کا ہر فرد اس تحریک میں حصہ لے۔ تو وہ بغیر کسی قسم کی دقت اور بغیر قربانی کے احساس کے اپنے غلّے کا چالیسواں حصہ غرباء کیلئے نکال سکتاہے۔ اسی طرح باہر کی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ جہاں تک ہوسکے اپنے اپنے مقام پر

اپنے شہر کے غرباء کا خیال

رکھیں۔ اور ان کی ضروریات کو پُورا کرنے کا انتظام کریں۔ جہاں تک مجھے اطلاعات ملتی ہیں۔ اُن کے لحاظ سے گذشتہ سال صرف سیالکوٹ کی جماعت نے ایسا انتظام کیا تھا۔ اور وہاں کے امراء نے زائد غلّہ خرید لیا تھا۔ تاکہ وقت پر غرباء کے پاس فروخت کرسکیں مجھے معلوم نہیں انہوں نے بعد میں ایسا کیا یا نہیں۔ مگر شروع میں میرے پاس یہ رپورٹ پہنچی تھی کہ انہوں نے ایسا انتظام کیا ہے۔ پس باہر بھی جہاں کہیں یہ انتظام ہوسکتا ہو وہاں کی جماعت کو یہ انتظام کرنا چاہیئے۔ مگر

قادیان کی جماعت

بہرحال سب سے مقدم ہے۔ کیونکہ قادیان جماعت کا مرکز ہے۔ اور اس میں جو خرابی پیدا ہو وہ دُنیا کو نمایاں طور پر نظر آجاتی ہے۔ پس قادیان کے غرباء کا باقی تمام شہروں سے زیادہ حق ہے۔ کیونکہ یہ ایک ہی شہر ہے جس میں ہماری اکثریت ہے۔ اور ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم یہاں کے غرباء کو کوئی تکلیف نہ ہونے دیں۔ تاکہ ہم کہہ سکیں کہ کم سے کم

قادیان میں ہر شخص کو روٹی

مل رہی ہے۔ جب باقی دنیا میں ہمارا غلبہ ہوگا تو پھر ساری دنیا کے متعلق ہم پر یہ فرض عائد ہوجائیگا کہ ہم سب غرباء کا خیال رکھیں۔ اور کسی شخص کو بھوکا نہ رہنے دیں۔ مگر جبتک ایسا نہیں ہوتا ہمیں کم ازکم یہ نمونہ تو دکھانا چاہیئے کہ قادیان جہاں ہماری جماعت کی اکثریت ہے۔ وہاں ہر شخص کو روٹی مل رہی ہو۔ اور کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ پھر جوں جوں جماعت وسیع ہوگی۔ اس نظام کو بھی انشاء اللہ وسیع کرنا پڑیگا۔ پس ہر شخص جو اپنے خاندان کے لئے غلّہ جمع کرتا ہے۔ اس کا فرض ہے۔ کہ وہ

غلّے کا چالیسواں حصہ

قادیان کے غرباء کے لئے وقف کردے۔ قادیان کے اردگرد جسقدر جماعتیں ہیں۔ اُن کا بھی اور باہر والوں کا بھی فرض ہے۔ کہ جس نرخ پر وہ غلّہ اکٹھا کریں اس کا چالیسواں حصہ نکال کر قادیان بھیجدیں۔ مَیں اس بات پر زور دیتا ہوں۔ کہ دوستوں کو اپنے جمع شدہ غلّے کا ہی چالیسواں حصہ دینا چاہیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ وہ الگ غلّہ خرید کر اس مد میں بھجوا دیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنے غلّہ میں سے چالیسواں حصہ بھجوائیں گے تو اس قربانی کا انہیں ایسا احساس ہوگا۔ جو اُن کے لئے

سارا سال نیکی کا محرک

رہیگا۔ اگر کوئی شخص اپنے لئے چالیس روپے کا غلّہ خریدتا ہے اور بعد میں قادیان کے غرباء کے لئے ایک روپیہ کا اور غلّہ خرید لیتاہے۔ تو ایسے شخص کے اندر نیکی کا وہ احساس نہیں ہوسکتا۔ جو احساس اُس شخص کے اندر ہوگا جس نے اپنے لئے چالیس روپے کا غلّہ جمع کیا۔ اور پھر اس غلّہ میں سے اس نے محض غرباء کے لئے ایک روپیہ کا غلّہ نکال کرکے دیا۔ ایسا شخص جب بھی روٹی کھائیگا۔ اسے یہ احساس ہوگا کہ میں کم روٹی کھاؤں۔ تاکہ میری روٹی کا کچھ حصہ غرباء کے کام آئے۔ اور اس طرح ہر روز وہ نیکی کے احساسات سے پُر رہیگا۔ مگر جو شخص زائد چندہ دے کر یہ ضرورت پُوری کر دیتا ہے۔ اسے یہ احساس نہیں ہوسکتا۔ پس میری تحریک یہ ہے کہ ہر شخص جو غلّہ اپنے اور اپنے خاندان کے لئے جمع کرے۔ اس کا چالیسواں حصہ قادیان کے غرباء کے لئے نکال لے۔ اس طرح اُن کے غریب بھائیوں کو صرف روٹی ہی نہیں ملیگی۔ بلکہ یہ قربانی کا احساس ان کے اندر

سال بھر تقویٰ پیدا کرنیکا موجب

بنتا رہیگا۔ میں فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ میری طبیعت آج خراب ہے اور مَیں آیا بھی اسی لئے دیر سے ہوں۔ مجھے ضعفِ دل کی تکلیف ہے اور سر چکراتا ہے۔ جس کی وجہ سے میں زیادہ بول نہیں سکتا۔ بعض پہلو اس کے رہ گئے ہیں۔ مگر انہیں انشاء اللہ اگلے خطبہ میں بیان کرُونگا۔ مَیں نے آج جو کچھ کہا ہے اسے

پھر خلاصۃً بیان

کردیتا ہوں۔ میں نے آج یہ بتایا ہے کہ زمینداروں کو چاہیئے کہ وہ نئی فصل پر اپنی ضرورت کے مطابق غلہ اکٹھا کرلیں۔ اور نہ صرف ضرورت کے مطابق اکٹھا کریں۔ بلکہ بیس فیصدی زائد غلّہ جمع کرلیں۔ اندازہ کرنیکا طریق مَیں نے یہ بتایا ہے کہ گاؤں والوں کے لحاظ سے چودہ سیر فی کس غلّہ کافی ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی اکیلا ہو۔ یا فراغت سے گذارہ کرنا چاہے اور چھوٹے بچے نہ ہوں تو سولہ سیر غلہ کافی ہوتاہے۔ اگر اس نسبت سے وہ غلّہ جمع کرلیں تو سال بھر انہیں انشاء اللہ کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوگی۔ شہر والوں کے متعلق جہانتک میرا اندازہ ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت صحیح اندازہ ہے بارہ سیر فی کس غلّہ کافی ہوتا ہے۔ اگر کوئی خاندان زیادہ وسعت سے گذارہ کرنا چاہتا ہے۔ تو تیرہ سیر غلّہ کا اندازہ کرلے اگر کوئی خاندان چھوٹا ہے اور وہ تنگی سے گذارہ کرسکتا ہے تو دس گیارہ سیر فی کس کے حساب سے گندم جمع کرلے اور پھر دس یا بارہ یا چودہ یا سولہ سیر کو گھر کے افراد کی مجموعی تعداد سے ضرب دیکر ایک مہینہ کا خرچ خوراک نکال لیا جائے اور پھر بارہ سے ضرب دیکر سال بھر کے خرچ کا اندازہ نکال لیا جائے۔ فرض کرو کوئی شخص اکیلا ہے اور وہ شہری ہے تو ۱۲ سیر کے لحاظ سے ۱۲ × ۱۲ = ۱۴۴ سیر بنینگے۔ یعنی تین من چوبیس سیر اس کے سال بھر کے خرچ کا اندازہ ہوگا۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔

شہریوں کو بارہ سیر سے زیادہ

خرچ خوراک کا اندازہ نہیں لگانا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی شخص سارا سال صرف روٹی نہیں کھاتا۔ بعض دفعہ انسان سفر پر چلا جاتاہے۔ کبھی اسکی دعوت ہوتی ہے اور کبھی چاول پکالئے جاتے ہیں۔ یوں انسان ایک شخص کے لئے دس بارہ سیر غلّے کا اندازہ لگائے۔ تو وہ خیال کرتا ہے۔ کہ یہ اندازہ بہت تھوڑا ہے۔ مگر دُنیا میں کوئی شخص روزانہ روٹی نہیں کھاتا۔ کبھی دعوت میں چلا جاتا ہے اور کبھی چاول یا کسی اور چیز پر گذارہ کرلیتا ہے۔ اسلئے اس اندازہ کو کم نہیں سمجھنا چاہیئے یہ

اندازہ پورا ماپ تول کر

کیا گیا ہے۔ جیسے درزی ماپ کر کپڑا لیتا ہے اسی طرح ماپ تول کر یہ اندازہ لگایا گیا ہے۔ اس کے مطابق دس سیر میں تنگی سے اور بارہ سیر میں خوب اچھی طرح ایک شخص کا گذارہ ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس کے خاندان میں چار افراد اور ہوں۔ اگر شہری ہو تو اس کے لئے بارہ سیر غلہ کافی ہوتا ہے۔ اور اگر گاؤں والا ہو۔ تو اس کے لئے چودہ یا سولہ سیر کافی ہوگا۔ پس ایک تو میری یہ نصیحت ہے۔

دُوسری نصیحت گاؤں والوں

کو میری یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورت سے بیس فیصدی زیادہ غلہ اپنے پاس جمع رکھیں۔ اور شہریوں کو نصیحت یہ ہے کہ وہ اپنی ضرورت سے کچھ زیادہ غلّہ اپنے پاس رکھیں۔ اگر بیس فیصدی زائد نہیں رکھ سکتے تو پانچ یا آٹھ فیصدی غلّہ ضرور اپنے پاس زائد رکھیں۔ کیونکہ بعض دفعہ مہمان بھی آجاتے ہیں۔ اور اُن پر خرچ کرنا پڑتا ہے۔ پھر

تیسری نصیحت

مَیں نے یہ کی ہے کہ بیرونی جماعتیں اپنے غریب بھائیوں کی امداد کا خیال رکھیں خصوصاً قادیان میں جو اصحاب الصفہ رہتے ہیں۔ اُن کے متعلق ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ جس قدر غلّہ اپنے لئے جمع کرے اسکا چالیسواں حصہ اُن کے لئے نکال کر بھیجدے۔ مگر جیساکہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے۔ وہ یہ غلّہ صدقہ سمجھ کر نہ دیں بلکہ ایک اسلامی بھائی چارہ کیلئے قربانی سمجھ کردیں۔ وہ یہ خیال کرلیں کہ جیسے انسان اپنی بیوی کو کھلاتا ہے، اپنے بچوں کو کھلاتا ہے اور انکو کھلانا انسان کا فرض ہوتاہے۔ اسی طرح جماعت کے غرباء کی امداد کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر فرض عائد کیا گیا ہے۔ اور وہ اس فرض کی ادائیگی کیلئے یہ غلّے دے رہے ہیں۔ پس وہ اسے صدقہ نہیں بلکہ اپنے فرض کی ادائیگی سمجھیں۔ یہ

تین ہدایتیں

ہیں جو آج مَیں نے دی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں، کہ قادیان میں ہی اب خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی آبادی ہوگئی ہے کہ اگر وہ غرباء کا حق اپنے غلّہ میں سے صحیح نسبت سے نکالیں تو آدھی ضرورت قادیان والے ہی پُوری کرسکتے ہیں باقی آدھی ضرورت بیرونی جماعتیں بڑی آسانی سے پُوری کرسکتی ہیں۔ پھر مَیں نے یہ بھی بتایا ہے کہ باہر والوں کو بھی مقامی غرباء کی مدد مد نظر رکھنی چاہیئے۔ گاؤں والے بالخصوص اگر اس کا خیال رکھیں تو وہ آسانی سے ایسا کر